اتحاد بین المسلمین

وقت کی اہم ضرورت

از

مجاہد ملت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی

وائس پریذیڈنٹ ورلڈ اسلامک مشن

الدعوۃ الاسلامیہ العالمیہ

مکتبہ رضو[illegible] ۲۵ [illegible]ور

10

the Need of the time

Dear Sir

نام کتاب ...... اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت
مصنف ...... مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

قیمت ...... دس روپے
ناشر ...... مکتبہ رضویہ ۴۴ر ۲ ساہیوال کالونی ملتان روڈ لاہور نمبر ۲۵

اتحاد بین المسلمین آج ہی کا نہیں گذشتہ کئی صدیوں کا اہم مسئلہ ہے۔ اس مسئلے پر درد دل رکھنے والے حضرات پہلے بھی بہت کچھ کہتے اور لکھتے رہے ہیں اور آج بھی اس کا سلسلہ جاری ہے لیکن جس قدر اس میں پیش رفت ہوئی ہے اور مسلمان اعتصام بحبل اللہ میں اپنی زندگی کے آثار وعلائم کی تلاش میں بڑھنے لگتے ہیں اسی قدر اسلام دشمن طاقتیں سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے ان کو پیچھے دھکیل دیتی ہیں کیونکہ وہ اپنی زندگی اسی میں پاتی ہیں۔ اسی سلسلہ میں مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے ایک مضمون لکھا جس میں اس نیک مقصد کے حصول کے لئے چار نکاتی اتحادی فارمولا بھی پیش فرمایا تھا۔ یہ طریق مضمون نوائے وقت میں شائع ہوا تھا اور اس پر تحسین و تنقید ہر دو پہلو سے اظہار خیال بھی کیا گیا تھا۔ زیر نظر کتابچہ دراصل اسی مضمون پر مشتمل ہے۔ اس میں ابتدائیہ کے عنوان سے مولانا نے ایک مختصر فکر انگیز مضمون بھی لکھا ہے اور ناظم مکتبہ نے عرض ناشر کے عنوان سے اس موضوع پر دلائل کے ساتھ بحث کی ہے اللہ کرے اہل دل کی اس خواہش کی تکمیل ہو اور مسلمان اتحاد و یک جہتی کے وہی مناظر پھر پیش کریں جو اسلام کو مطلوب ہیں۔

یہ کتابچہ ۱۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت و طباعت عمدہ اور کاغذ اچھا لگایا گیا ہے۔

تبصرہ نگار سلیم تابانی

روزنامہ نوائے وقت
لاہور
راولپنڈی
ملتان
ہفتہ ۹ جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ ۲۰ر مارچ ۱۹۸۵ء

اِتحادِ مِلّت کے لِئے چار نکاتی فارمولا

ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لِئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر
(اقبالؒ)

مَیں نے اِتحادِ مِلّت کے کئی رُوح پرور نظارے دیکھے ہیں۔ تحریکِ پاکستان، تحریکِ ختمِ نبوّت اَور تحریکِ نظامِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم میں اُمّتِ محمدّیہ نے جس ربط و ضبط اَور اِیثار و قربانی کا ثبوت دیا وُہ ہماری تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جُونہی متحدہ مقصد نگاہوں سے اوجھل ہُوا مسلمان باہم آویزی میں اُلجھ کر مکابرہ و مناظرہ کی دلدل میں پھنس کر رہ گئے۔ آج جب ہر طرف سے اُمّتِ مُسلمہ اعداء و معاندینِ اِسلام کے نرغے میں ہے، اَور نوّے کروڑ ہوتے ہُوئے بھی بے اثر ہے تو مِلّت کے درد مند طبقات نے اِتحاد کی دعوت دینی شروع کر دی ہے۔ یہ دعوتِ اِتحاد بفحوائے آیۂ قرآنی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَاتَفَرَّقُوْا ۝ اُمّت کا اِجتماعی فریضہ ہے۔ حکیم الاُمّت حضرت علاّمہ اِقبالؒ نے بھی اِسی خواہش کا اِظہار کیا ؎

منفعت ایک ہے اِس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مُسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اَور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

لیکن دو اَور دو چار کر کے کوئی متفقہ فارمولا پیش نہیں ہُوا ہے۔ تحریکِ پاکستان،

تحریکِ ختمِ نبوت اور تحریکِ نظامِ مصطفےٰ میں چونکہ مقاصد متعین تھے اس لیے اپنے نظری و سیاسی اختلافات بجائے خود رکھتے ہوئے وہ معین مقاصد کے لیے جمع ہو گئے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ موجودہ پُر آشوب دور میں اُمتِ مسلمہ کے لیے وحدتِ فکر و عمل کا کیا راستہ اختیار کیا جائے جو دائمی ہو۔ پہلے جو خطرات تھے اُن کا نقصان صرف ملت کے بعض مخصوص مفادات تک منتہی تھا لیکن اب پوری ملت کا وجود ہی خطرے میں ہے۔ سُرخ سامراج ہو یا سفید سامراج ہر دو کے درمیان انسان بمصداق ع "درمیانِ ایں دو سنگ آدم زجاج" چکی کے دو پاٹوں میں پس رہا ہے۔ استعمار پرست طاقتوں اور اُن کے پروردہ خانہ زاد گماشتوں نے طے کر لیا ہے کہ اُمتِ مسلمہ کو اعتقادی اور فکری اعتبار سے تباہ کرتے ہوئے اس کا وجود ہی ختم کر دیا جائے۔ جو کچھ لبنان میں ہوا یا بھارت میں ہو رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ نیز اسلامی سلطنتوں میں غیر مسلم یا بے ضمیر مسلم سربراہ مسلط کرنے کی جو سازش تیار ہو چکی ہے اس کی موجودگی میں ہمارا فرض ہے کہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر فی الفور اتحادِ اسلامی کا نقشہ مرتب کر لیں۔

اجماعِ اُمت کے خلاف پہلے اعتزال، انحراف، الحاد، زندقہ، رفض و خروج اور انکارِ سُنت کی جو تحریکیں چلیں اُن کو ختم کرنے کے لیے کہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام محمد ابوالمنصور ماتریدی میدانِ عمل میں آتے ہیں تو کہیں امام رازیؒ اور امام غزالیؒ فلسفۂ یونان کو رد کر کے اسلام کی بالادستی کے لیے نبرد آزما ہیں۔ عجمیت، افرنگیت، برہمنیت کے فلسفۂ ویدانت کو ختم کرنے کے لیے امامِ ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اپنے دور کے اندر جو کردار ادا کرتے ہیں عصرِ حاضر میں علامہ اقبالؒ نے اُن کی پیروی کی اور پھر ہمارے مختلف مکاتبِ فکر کے اکابر علماء مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری، مولانا احمد علی لاہوری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، علامہ کفایت حسین، مظفر علی شمسی مقصدِ وحید پر جمع ہو گئے تھے تو آج ہم کیونکر جمع نہیں ہوتے؟

جب کہ اس وقت مُلکی و بین الاقوامی سطح پر حالات اس قدر مخدوش و خطرناک ہیں کہ ہم ایک طرف

سُرخ و سفید سامراجوں کے نرغے میں ہیں تو دُوسری طرف بنیا برہمن سامراج ہم پر دانت تیز کر رہا ہے علاوہ ازیں ان طاقتوں کے تخریبی ایجنٹ داخلی طور پر اپنے مذموم عزائم کو پورا کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہیں۔ ساری دُنیا نے دیکھ لیا ہے کہ رُوسی درندوں نے افغانستان میں اس بات کا کوئی لحاظ نہیں کیا ہے کہ سُنی کو مار دیا جائے اَور غیر سُنّی کو چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ اُنہوں نے بستیوں کی بستیاں اُجاڑ دی ہیں معصوم بچیوں کی عزتیں لُوٹ لی ہیں، کھیتیاں اَور باغات ویران کر دیئے ہیں اَور مکانات پر بم باری کر کے اُنہیں پیوندِ زمین کر دیا ہے۔ لُبنان میں جو کچھ ہوا اُس سے ساری اِنسانیت رنج و غم اَور درد و الم سے کراہ رہی ہے۔ اِسی طرح بھارت میں ہندو مسلم فسادات کی آڑ میں جن سنگی درندوں اَور اندرا گاندھی کے پالتو غنڈوں نے اپنے رُفقاء (دیوبندی حضرات) کو بھی نہیں چھوڑا، اَور بِلا لحاظ سُنّی، حنفی اَور بریلوی دیوبندی اَور وہابی کے سب کو تہہِ تیغ کر دیا۔ اِن پُر آشوب واقعات کے بعد تمام مسلمانوں کی آنکھیں کھُل جانی چاہئیں۔ افغانی مُسلمان بھاگ کر ہمارے پاس آگئے۔ لبنانی فلسطینی اسلامی ممالک میں پناہ گزین ہو گئے۔ خُدانخواستہ ہم پر اُفتاد پڑی تو پاکستانی مسلمان بھاگ کر کہاں جائیں گے۔ اِس زہرہ گداز صُورتِ حال کے پس منظر میں اِتحاد بین المُسلمین کے لِئے ایک چار نکاتی فامولا پیش کیا جاتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہمارے اندر اِتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ اِتحاد نہ صرف پاکستان کے اندر مِلّی وحدت و اِستحکام کا حامل ہو گا بلکہ عالمِ اِسلام کے لِئے بھی زبردست قوّتِ مؤثرہ بن کر کام کرے گا۔

یہ دعوت ایک ایسے خادمِ ملّت کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے جس نے تحریکِ پاکستان، تحریکِ تحفّظِ ختمِ نبوّت، تحریکِ بحالیٔ جمہُوریّت اَور تحریکِ نظامِ مُصطفٰے میں بھرپُور خدمات سرانجام دی ہیں، اَور تمام مکاتبِ فکر کے اکابر کے ساتھ بے مثال ربط و ضبط، اخوّت و مودّت اَور ایثار و اعتماد کے روابط قائم رہے ہیں۔ مولانا سیّد ابُوالحسنات محمّد احمد قادری ہوں یا مولانا احمد علی لاہوری، سیّد عطاء اللہ شاہ بُخاری ہوں یا عبدالحامد بدایونی، مولانا سیّد ابُوالاعلیٰ مودُودی ہوں یا مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی، سب نے خاکسار پر مکمّل اِعتماد کیا ہے۔ اَب مَیں ان تمام اکابر سے عقیدت رکھنے والے علماء اَور زعماء اَور عوام سے درخواست کرتا ہُوں کہ وُہ اعداء و معاندینِ اسلام کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لِئے ایک

پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کریں اور حتی الوسع ایک دوسرے کے خلاف تنقید و تعریض سے اجتناب کریں بلکہ بیرونِ پاکستان دُنیا میں جہاں کہیں بھی کے ان کے معتقدین، متعلقین، منتسلین اور حامیین موجود ہوں سب کو ہدایت کر دیں کہ وہ بیرونِ پاکستان بھی اسی جذبۂ اتحاد و تعاون کو قائم رکھیں اور مقامی حکومتوں کے ساتھ مل کر ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی حماقت نہ کریں اور پاکستان جیسی فضا بیرونی ممالک میں بھی برقرار رکھیں۔

اتحادِ ملّت کے چار نکات

نکتہ نمبر ۱۔ پاکستان کی تمام جماعتیں شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ، شیخ محقق عبد الحق محدّث دہلویؒ اور شاہ عبد العزیز محدّث دہلویؒ کے افکار و نظریات پر اصولاً متّفق ہیں۔ لہٰذا ہم اپنے تمام متنازعہ فیہ امور اُن کے عقائد و نظریات کی روشنی میں حل کریں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ان اکابر سے لے کر حضور پُر نور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس و اعلیٰ تک ہمارا مرکزِ اطاعت ایک ہے۔ بریلوی اور دیوبندی امام اعظم ابو حنیفہؒ کے غیر مشروط مقلد ہیں اور دوسرے ائمۂ عظّام کا پورا احترام و اکرام کرتے ہیں۔ حنفی و اہل حدیث قرآن و حدیث و اصحابِ رسُول کے پیروکار ہیں، اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا حل کتاب و سُنّت اور سلف صالحین کی اتّباع سے حاصل نہ ہو سکے اور اہل تشیع کتاب و سُنّت کی آئینی، قانونی اور ایمانی سیادت و قیادت سے انحراف نہیں کر سکتے۔

برِّصغیر میں مسلمانوں کے اندر تشتّت و افتراق کا خوفناک پروگرام انگریزوں نے شروع کیا۔ پہلے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے حکومتِ انگلشیہ کی تائید حاصل کی۔ پھر ۱۸۶۹ء میں جہاد کا عقیدہ ختم کرنے کے لئے ایک خاص کمیشن بٹھایا جس نے رپورٹ پیش کی کہ ایک خود کاشتہ نبی کی وحی و الہام سے اس عقیدہ کے خلاف فتویٰ لیا جائے اور بعد میں ہم نوا کالے پادری (مسلمان مولوی) پیدا کئے جائیں۔ بہر حال مرزا غلام قادیانی اسی سازش کی پیداوار ہے۔ بعد ازاں انگریز نے جب دیکھا کہ چند بندگانِ حرص و آز اور کاسہ لیسانِ فرنگ کے علاوہ اُمّتِ محمّدیہ کی اکثریت نے نئے فتویٰ کو مسترد کر دیا ہے تو انگریز نے

محکمہ تعلیم کے بعض مولویوں کی خدمات حاصل کیں جنہوں نے عظمت و احترامِ رسالت کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور بقول حضرت علامہ اقبالؒ ؎

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

رُوحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

"رُوحِ محمدؐ" یعنی جذبۂ عشق و اطاعتِ رسُول کو ختم کرنے کا پیغام ابلیس نے اپنے سیاسی فرزندوں کے نام دیا۔ بہرحال تاریخی اعتبار سے ملّت کے اندر یہ داخلی فتنہ و خلفشار انگریز کی آمد سے شروع ہو گیا تھا جب اِس فتنہ کے آلۂ کار کالے پادری مرکھپ گئے تو ان کے جانشینوں نے انگریز کے سازشی پروگرام کو جاری رکھا اور ابھی تک "اُمتِ محمدیہ" اِن صدمات سے نجات حاصل نہیں کر سکی۔ تاہم انگریز کی آمد سے قبل مسلمانوں کا تعارف اور اجماع جس ایک نام سے تھا وُہ اہل سنّت والجماعت ہے۔ تمام فرقہ وارانہ ناموں کو چھوڑ کر صرف اہلِ سنّت وجماعت کہلائیں۔ کیونکہ یہ نام بموجب ارشادِ نبوّت "فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین"[1] اور "علیکم بالجماعۃ فانہ من شذّ شذ فی النار"[2] خود حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے رکھ دیا ہے۔

نکتہ نمبر۲۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی چشتی صابریؒ کی عظمت اور مرتبے کو سب لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ تمام اکابر علماء دیوبند بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت حاجی صاحبؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہیں۔ برِّصغیر یا عالمِ اسلام میں جس قدر اختلافی مسائل پائے جاتے ہیں سب کا جامع و مانع حل اُنہوں نے پیش کر دیا ہے۔ اگر تمام مکاتبِ فکر کے عُلماء اور متبعین حاجی صاحب کی تصنیف "فیصلہ ہفت مسئلہ" کو حکم مان لیں تو فرقہ وارانہ اختلافات چشم زدن میں ختم ہو سکتے ہیں۔

نکتہ نمبر۳۔ علماء دیوبند مولانا محمود حسن اسیرِ مالٹا، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شاہ عبدالرحیم

ترجمہ:۔ (۱) تم پر میری سُنّت کی اتباع فرض ہے اور میرے خُلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں کی اتّباع کرو۔

ترجمہ:۔ (۲) تم پر جماعت کی پابندی فرض ہے جو جماعت سے الگ ہوا وُہ جہنّم میں گیا (یعنی خائب و خاسر ہو کر برباد ہوا)

رائے پوری، مولانا حافظ محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند ابن مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا عزیزالرحمٰن مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی مصدّقہ کتاب "المہنّد علی المفنّد" مصنّفہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کی جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تصنیفات "حسام الحرمین" اور "الدولۃ المکیۃ" کے جواب میں شائع ہوئی جس میں اُنہوں نے اپنے عقائد و نظریات کی وضاحت کی ہے، ایک نہایت ہی مفید کتاب ہے۔ اِس پس منظر میں علماء دیوبند "المہنّد" میں درج شدہ فیصلوں کو اِختلافی مسائل میں نافذ العمل کرلیں تو تمام متنازعہ فیہ عقائد و نظریات کا نہایت ہی معقول و مدلّل جواب مل سکتا ہے۔ اپنے اس عقائد نامہ کو حَکَم ماننے کے بعد دُوسرا اقدام یہ کریں کہ پبلک پلیٹ فارم سے اپنے مخالفین کے خلاف طعن و تشنیع سے مکمّل اِجتناب کریں۔

نکتہ نمبر ۴ انگریزی محاورہ ہے (LIVE AND LET OTHERS LIVE) "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" اگر کوئی مسلمان سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے تو اُسے پڑھنے دیں اور جو خاموشی سے بیٹھ کر دُرود شریف پڑھے تو اُسے مجبور نہ کیا جائے کہ وُہ کھڑے ہو کر بلند آواز سے ضرور پڑھے۔ تمام مُسلمان نماز میں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر سلام بھیجتے ہیں تو نماز کے بعد میں اس پر کوئی اِعتراض نہ ہونا چاہیئے۔

مسجدوں، خانقاہوں اور اَوقاف کے جھگڑے بھی اِسی جذبے سے طے ہو سکتے ہیں کہ مسجدوں میں کسی کو نماز پڑھنے سے منع نہ کیا جائے۔ جن لوگوں نے مسجد تعمیر کی ہو اُنہی کے مسلک کی اِنتظامیہ ہو۔ اگر اِس طرح سب فرقے مل کر مرکزی نکتہ عظمت و وقار کو سامنے رکھیں تو پھر اِختلاف باقی نہیں رہتا۔

اغیار نے جب بھی کسی اِسلامی ملک کو تباہ و برباد کیا تو مذہبی اختلاف پیدا کر کے مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑا دیا۔ فرقہ واریت نے اِسلامی وحدت و اِستحکام کو زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ کیا پاکستان کو اَب جن مسائل و مشکلات کا سامنا ہے اس کا احساس تمام فرقوں کے رہنماؤں کو نہیں ہے؟ اگر کوئی غیبی ہاتھ انہیں باہم متحد کرنے میں حائل ہے تو پیشتر اس کے کہ خدانخواستہ اندلس، لبنان، تاشقند، سمرقند، بخارا، بغداد، دہلی اور افغانستان جیسے حالات پیدا ہوں۔ ہمارے مراکزِ دینی، مساجد، درس گاہیں و

مزارات اغیار کے ہاتھوں خاکستر ہو جائیں، ہماری بہو بیٹیوں، ماؤں بہنوں اور بیویوں کی عزتیں ظالمین و جابرین شہروں، قصبوں میں نیلام کرتے پھریں۔ ہمیں دل کی گہرائیوں سے فکری و ذہنی اتحاد قائم کر کے اغیار کے منصوبوں کو ناکام بنا دینا چاہیئے۔ برطانیہ جیسا چھوٹا ملک ایک دور میں تمام متمدن دنیا پر بالا دستی حاصل کر سکتا ہے تو پاکستانی مسلمان منظم و متحد ہو کر کفر کی طاقتوں سے نبرد آزما کیوں نہیں ہو سکتے؟ اور اتحادِ اسلامی کو زندہ حقیقت بنا کر سرخ اور سفید سامراجوں اور ان کے گماشتوں کو کیوں شکست نہیں دے سکتے۔ اِس فارمولے کے بعد نوّے کروڑ مسلمان ایک ناقابلِ تسخیر قوّت بن سکتے ہیں اور باہمی تکفیر و تفسیق کا سلسلہ جس نے اُمّت کے ٹکڑے کر دیئے ہیں یکسر ختم ہو سکتا ہے۔

مجھے یقینِ کامل ہے کہ اگر اس چار نکاتی فارمولا کو شرحِ صدر کے ساتھ قبول کر لیا جائے، تو اسلامیانِ پاکستان ایک زبردست طاقت بن کر سارے عالمِ اسلام کے لیئے وحدت کی مثال قائم کر سکتے ہیں ؎

ہر اِک منتظر تیری یلغار کا تیری شوخیِ فکر و کردار کا

اگر کسی کتاب میں قابلِ اعتراض عبارت نظر آئے تو اس کی مراد معیّن کرنے کا حق مصنّف کو ہو، اور اگر وہ عبارت عام لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالتی ہو تو اس کی ایسی وضاحت کر دی جائے کہ غلط فہمی کا احتمال نہ رہے۔ اس پر بھی فریقین میں اتفاق نہ ہو تو علماء کے متفقہ بورڈ سے فیصلہ کرا لیا جائے۔ اگر متفقہ بورڈ کی تشکیل نہ ہو سکے تو شرعی عدالت میں پیش کر کے فیصلہ کرا لیا جائے لیکن جہاں مقامِ مصطفےٰ، عصمتِ انبیاء اور تقدیسِ باری تعالیٰ کے سلسلے میں اگر کسی کتاب میں قابلِ اعتراض عبارت نظر آئے تو اس کے ظاہری اور متبادر معنی لیئے جائیں گے اور کسی قسم کی تاویل کی اجازت نہیں ہو گی۔ اِس مسئلہ پر تمام مکاتبِ فکر حتّٰی کہ علماء دیوبند کا بھی اتفاق ہے۔ بہر حال پلیٹ فارم پر بحث و مناظرہ کا بازار گرم نہ کیا جائے اور تکفیر و تفسیق اور طعن و تشنیع سے کُلّی احتراز کیا جائے۔

محمد عبد الستار خان نیازی

مورخہ ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء

نوٹ:۔ بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ اس فارمولا میں غیر مقلد، اہلِ حدیث اور وہابی نجدی

خیالات کے لوگوں کو شامل نہیں کیا گیا۔ حالاں کہ نکتہ اوّل میں شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ، شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ اور شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلویؒ کے تذکرہ کے بعد کسی قسم کا اعتراض باقی نہیں رہ جاتا۔ اگر کوئی ابہام باقی رہ جائے تو کتاب وسنت کی بالادستی وہابیہ نجدیہ پر بھی حاوی ہے۔ البتہ اہلِ تشیع کے لئے نکتہ چہارم پر زور دینا ہوگا۔ وہ مثبت انداز میں اپنے عقائد بیان کریں، دوسروں کے خلاف سبّ وشتم سے باز آجائیں۔ اور مستقل موافقت اور مطابقت پیشِ نظر ہو تو علمِ تاریخ کے محقّقین اور راسخ العلم فقہاء کا بورڈ مقرر کرکے دوسرے اختلافات بھی رفع کئے جاسکتے ہیں۔ بہرحال اخبارات میں اعتراضات پر "وضاحت واستدراک" کے عنوان سے "نوائے وقت" مؤرخہ ۷۔ فروری اور "جنگ" ۲۔ فروری ۱۹۸۳ء کو ایک مفصّل بیان شائع ہوا تھا جسے اس بیان میں شامل کیا جاتا ہے۔ چہار نکاتی فارمولا ہم نے ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء کو پیش کیا تھا جو بعد ازاں "نوائے وقت" اور "جنگ" میں شائع بھی ہوا تھا۔ اس لئے اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔

روزنامہ نوائے وقت

لاہور ★ راولپنڈی ★ ملتان ★ کراچی

پیر، ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ، ۷ فروری ۱۹۸۳ء

وضاحت و استدراک

چہار نکاتی فارمولا — واضح اور مکمل ہے

نوائے وقت مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۸۳ء میں شائع شدہ چہار نکاتی فارمولے 'اتحاد' پر اکثر علمائے کرام اور دردمند اہل علم مسلمانوں نے مسرت و اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اور متوقع ہیں کہ جلد از جلد اس فارمولے سے اتفاق رکھنے والے علماء، مشائخ اور عمائدین کی ایک 'کنونشن' بلائی جائے جس میں ایک مؤثر لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ میرا فارمولا حرفِ آخر نہیں۔ میں اس کی تکمیل و اصلاح کے لئے ہر تجویز و مشورہ کا خیر مقدم کروں گا۔

آج کے اخبارات میں جمعیت اہل حدیث کے رہنما مولانا احسان الٰہی ظہیر نے اس فارمولا کو غیر واضح قرار دیا ہے اور ساتھ ہی انہوں نے میری سیاسی زندگی کے کچھ عرصہ کو فرقہ واریت میں شمار کیا ہے حالانکہ میں نے ہمیشہ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اتحاد و اخوت پر زور دیا ہے۔ علامہ صاحب جسے فرقہ واریت کہہ رہے ہیں وہ ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے سقوط دہلی ۱۸۵۷ء کے بعد افتراق و انشقاق کی پالیسی پر عمل کیا ہے۔ میری دعوت یہ ہے کہ آؤ! ہم سب ایک بار پھر اسی اجماعیت (اجماع امت) کو قبول کریں جو انگریزی استعمار سے قبل یہاں پر موجود تھی۔ ان کا یہ کہنا کہ فارمولا غیر واضح ہے۔ اس اعتبار سے تو درست ہے کہ اس کے نکات ثلاثہ (الف) حضرت شاہ ولی اللہ رح، حضرت شاہ عبدالعزیز رح اور حضرت شیخ عبدالحق محقق رح محدثین دہلی کے عقائد و نظریات' (ب) فیصلہ ہفت مسئلہ (ج) المہند کی تفصیلات موجود نہیں مگر اس سے خود علامہ موصوف بھی اختلاف نہیں کر سکتے کہ علماء اہل حدیث کے لئے پہلا نکتہ بالکل واضح اور جامع ہے کیونکہ انہی حضرات کے وجود مسعود سے برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کو فروغ نصیب ہوا۔ چوتھا نکتہ اس قدر ہمہ گیر ہے کہ اس میں بشمول اہل تشیع تمام فرقوں کے لئے دعوتِ اتحاد و مصالحت موجود ہے۔

میرے فارمولے کا مرکزی تصور عشق و اطاعت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہم اگر ایک امتِ واحدہ ہیں اور امتیازات رنگ و بو، نسل و زبان، وطن و علاقائیت کے باوجود تاریخی وحدت ہیں تو محض ختمیت احکام رسالت کی پابندی سنت مطہرہ سے وابستگی اور عشقِ محمدیؐ کے کلمۂ جامع کی بنا پر بقول حکیم الامت حضرت علامہ اقبال ؎

روزنامہ نوائے وقت لاہور (۱۱) ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء

مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت

ظفر اللہ ... زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

نوائے وقت ۱۳ ستمبر میں جناب محمد یحییٰ خاں کا مضمون بعنوان "مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت" شائع ہوا جو مولانا محمد عبدالستار خان نیازی صاحب کے مضمون ۲۹ اگست کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ یہ مضمون پڑھنے پر پتہ چلا کہ صاحب مضمون نے صرف بریلوی حضرات کو مطعون کیا۔ کاش ہم ازخود پرستی اور تعصب میں اس حد تک نہ بڑھیں۔ کہ دوسروں کے الزام کا جواب دیتے دیتے خود ان سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ جائیں۔ یحییٰ صاحب فرماتے ہیں کہ۔۔ "مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا شبیر احمد عثمانی بھی دیوبند کے اکابر میں سے تھے تحریک پاکستان میں ان کا کردار اور اثر مولانا نیازی اور ان کے چند پیروں کے کردار کے مقابلے میں بہت زیادہ تھا"۔ ان کے الفاظ کے نشتر لوگوں کی بڑی تعداد کا کلیجہ چھلنی کر سکتے ہیں اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر تحریک پاکستان میں ان پیروں کا کردار لکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ "ہزہائی نس" کا خطاب کس نے ٹھکرایا؟ فاتح سرحد کون تھے جماعت احیاء الاسلام کس نے مسلم لیگ میں مدغم کی؟۔ "جو مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے اسے مسلمانوں کے قبرستان میں نہ دفنایا جائے" یہ فتویٰ کس کا تھا؟ قائداعظم کے یہ الفاظ کس ہستی کے خط کے جواب میں تھے کہ "جب آپ جیسے بزرگوں کی دعا میرے شامل حال ہے تو میں اپنے مقصد میں ابھی سے کامیاب ہوں اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے مقصد سے کبھی پیچھے نہیں ہٹوں گا"۔ "ہزہائی نس" کا خطاب شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب نے ٹھکرایا۔ فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی تھے۔ جماعت احیاء الاسلام کو سید عبدالغفور القادری نے مسلم لیگ میں مدغم کیا تھا۔ مذکورہ فتویٰ امیر ملت سید جماعت علی شاہ کے تھے۔ سنی کانفرنس بنارس ۱۹۴۶ء میں کئی مسلمان جمع ہوئے تھے جن میں دس ہزار علماء اور مشائخ تھے۔ اس کانفرنس میں مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی نے فرمایا تھا۔ "پاکستان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس) کو کسی طرح دستبردار ہونا منظور نہیں خواہ محمد علی جناح خود اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں"۔ یہ شوق یہ جذبہ یہ ولولہ اور یہ حریت پسندی جب "چند پیروں کا کردار" قرار دیا جائے تو اتحاد کی باتیں بے معنی ہو جاتی ہیں۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی قائداعظم کے خصوصی ایلچی کی حیثیت سے کافی عرصہ تک عرب اور مسلم افریقی ممالک کے دورے پر رہے؟ اس طرح انہوں نے پہلے سفیر پاکستان کا کردار ادا کیا تھا۔

قائداعظم نے فرمایا تھا کہ تحریک پاکستان کے دشمنوں کو معاف کر دو مگر ان کی کرتوتوں کا خیال رکھنا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ان کی سازشوں کا پردہ چاک کیا جائے جو گزشتہ ۳۶ سال سے اکابر تحریک پاکستان کے خلاف تیار کی جاتی رہی ہیں۔ کتابوں کی ورق گردانی سے بھی پتہ چل جائے گا کہ آج کے بعض "بڑے پاکستانی" تحریک پاکستان اور مسلم لیگیوں کے متعلق کیا سوچ رکھتے تھے جن حقائق سے یہ عیاں ہے کہ صرف دو اصحاب کے کردار کا مقابلہ لیگ پوری جماعت کے کردار سے نہیں کیا جا سکتا؟ مگر یحییٰ صاحب ہیں کہ ان کے کردار کو کم تر ظاہر کر رہے ہیں اور دوسری طرف اتحاد و ملت کی بات بھی کر رہے ہیں۔

یحییٰ صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں "لیکن اس فرقہ وارانہ ذہنیت کا کیا علاج کہ صرف امام ابو حنیفہ کو سنی فقہ کا امام کہا جائے اور ان کی فقہ پر عمل نہ کرنے والوں کو دوسرے القاب سے ملقب کیا جائے۔" موصوف کی یہ منطق تنقید برائے تنقید کے فلسفے کی عکاسی ہے اور آپ کسی تعمیری اور علمی بحث میں پڑنے کے لئے ہرگز تیار نظر نہیں آتے اور یہ بات انہوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے لکھی ہے۔ "ہمارا اسلام" حصہ چہارم میں مفتی خلیل خاں برکاتی لکھتے ہیں۔ "حدیث شریف" کے ارشاد کے مطابق دنیا و آخرت میں نجات پانے والا مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سواد اعظم فرمایا، اہل سنت و جماعت کا ہے۔ اور یہی ناجی گروہ اہل سنت و جماعت آج چار مذاہب حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی میں جمع ہو گیا ہے تبع تابعین سے آج تک ساری امت مرحومہ کا عمل یہی رہا ہے کہ جو خود مجتہد نہ ہو وہ کسی مجتہد کی پیروی کرے"۔ یہ فتویٰ بھی ایک بریلوی مفتی کا ہے۔ اتحاد کے دعوے دار یہ سوچا بھی نہیں کرتے۔ یحییٰ صاحب نے یہ بھی غلط کہا ہے کہ بریلوی حضرات یہ کہتے ہیں کہ تمام اولیاء و مشائخ بریلوی تھے۔ ان کا موقف صرف یہ ہے کہ وہ اہلسنت و جماعت سے تھے اور وہ اعتراف کرتے ہیں کہ دیوبندی اور بریلوی کی اصطلاحیں تو صرف ایک صدی پہلے کی پیداوار ہیں اور مولانا نیازی صاحب کے چار قابل ذکر سوالوں میں یہ بات لکھی گئی ہے۔ اس لئے یہ دعویٰ بھی درست نہیں کہ بریلوی اولیاء کو بریلوی کہتے ہیں۔

یحییٰ صاحب نے بریلوی عقیدہ کو قبروں پر تزئین و آرائش ان پر جھنڈے گاڑنا مرادیں مانگنا اور چڑھاوے چڑھانے پر محمول کیا ہے جو محض الزام تراشی ہے۔ قبر پرستی کا الزام بریلوی مسلک فکر کے خلاف ایک سازش سے عمدہ منظم طریقے سے پھیلائی گئی ہے۔ قبر پرستی کی مخالفت میں بریلوی بھی کسی دوسرے گروہ سے پیچھے نہیں ہیں اس سلسلے میں "احکام شریعت" از مولانا احمد رضا یا "حیات امام رضا" از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کا باب رد بدعات دیکھنا چاہئے۔ مولانا احمد رضا نے قبر کے ساتھ ٹیک اور ہاتھ لگانے تک سے منع کیا ہے۔ عورت کو قبر پر جانے سے روکا ہے اس طرح قبر پر روشنی کرنے اور چادر چڑھانے کے بارے میں بھی فتوے موجود ہیں۔

یحییٰ صاحب نے مکتوبات مجدد اور کشف المحجوب کو حوالے کے طور پر پیش کیا ہے سب مانتے ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش اور امام ربانی موحد تھے اور بندہ کو شرک سے پاک کرنے آئے تھے ہر مسلمان کو "مکتوبات مجدد" اور "کشف المحجوب" کا مطالعہ کر کے ان کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہئے اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر کوئی فرقہ بازی اور تعصب نہ رہے گا اور امت متحد ہو جائے گی۔ اگر امام ربانی مجدد الف ثانی کی تعلیمات و عقائد کی حجت کو تسلیم کر لیا جائے اور ایسے تمام دوسرے مسائل اگر مکتوبات میں سے تلاش کرنے جائیں تو فرقہ وارانہ اختلافات کا جامع حل نکل سکتا ہے کیونکہ امام ربانی کو تو تمام فرقے موحد تسلیم کرتے ہیں۔ اس طریقے سے مسائل حل کئے جائیں تو اتحاد ملت کی منزل نزدیک تر ہو سکتی ہے۔

محمد یحییٰ صاحب نے تفسیر "کنزالایمان" پر پابندی کے سلسلے میں لکھا ہے "انہوں نے کنزالایمان کے بعض حصوں کو جنہیں بریلوی حضرات اس کی امتیازی خصوصیات بتاتے ہیں اپنے عقائد توحید و رسالت کے منافی جان کر پابندی لگا دی ہے۔" سوال یہ ہے کہ توحید و رسالت کے متعلق ان کے اور سنیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟ اور "کنزالایمان" میں کون سے عقائد ہیں جو سعودیوں اور اہل کویت کے نزدیک شرک کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگر ان تفصیلات کو بیان کیا جائے تو بات لمبی ہو جائے گی لیکن حوالوں سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا کا ترجمہ قرآن حکیم قرون اولیٰ اور وسطی کے بزرگوں کے نظریات و عقائد کے عین مطابق ہے اور خرابی "کنزالایمان" میں نہیں ان کے مخالفین کے انداز فکر میں ہے۔

بریلوی حضرات پر عبارات کو سیاق و سباق سے الگ کر کے اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے کا الزام بھی عائد کیا جاتا ہے جو بھی ایسا کرتا ہے غلط کرتا ہے۔ اور یحییٰ صاحب بھی اس الزام سے بری نہیں ہیں۔ انہوں نے بھی مکتوبات مجدد اور کشف المحجوب کو اسی طرح اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ امام ربانی اور داتا گنج بخش کے موحد ہونے کی حقیقت کو عیاں کرنے کے لئے تو ان کی کتب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ اس کے علاوہ جو عقائد ان کتب میں ہیں کیا ان پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں؟ اگر رکھتے ہیں تو پھر فرقہ بازی تو خود بخود ختم ہو گئی اور ملت کے اتحاد کی منزل دور نہ رہی۔ یہی بات جب دیوبندی اہل حدیث اور دوسرے مکاتب فکر والے بھی تسلیم کر لیں گے تو پھر ملت اسلامیہ متحد ہو جائے گی لیکن یہ طریقہ ہرگز درست نہیں کہ جو عبارت کام کی ہوئی اسے کتاب سے ڈھونڈ لیا باقی کو زینت طاق بنا دیا۔ میرے نزدیک یہ طریقہ عبارت کو سیاق و سباق سے الگ کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ جیسا کہ کیمونسٹ خیال کے لوگ علامہ اقبال کے اس شعر کو اپنے نظریے کے جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

حالانکہ ان کی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ تو راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ کاش ہم دوسروں پر انگلی اٹھانے سے پیشتر اپنے گریبان میں بھی جھانک لیا کریں تاکہ ہماری باتوں سے کسی دوسرے مسلمان بھائی کی دل آزاری نہ ہو۔ اگر مسلمان چار آئمہ عظام امام ربانی، امام غزالی، مولانا جامی مولانا روم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے رواداری اور درگزر کو اپنا لیں تو یقیناً متحد ہو کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدق شعاری اور حسن اخلاق کی خوبی سے نوازے۔

عکس مضمون ظفر اللہ سندھو، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد، بعنوان "مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت" بحوالہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء، صفحہ ۱۱۔

علیہ وسلّم کی نُورانیّت (نور جوہر اور بشریّت عرض)، تصرّفات، شفاعت، توسّل، حیات، ندا، تعظیم و توقیر، آداب، تصوّر، علمِ غیب، حاضر و ناظر اور اس قسم کے دوسرے معتقدات کی بابت تمام فرقوں کے علماء واکابر نے بہت کچھ لکھا ہے حتیٰ کہ اہلِ تشیّع کی مستند اور معتمد علیہ کتب نہج البلاغہ، تاریخ الخلفاء، ریاض النظر، کشف الغمہ فی معرفت الائمہ، تفسیر قمی اور اصولِ کافی میں اس قدر حوالہ جات موجود ہیں کہ اگر تمام فرقے خلافیات کو چھوڑ کر موافقات پر جمع ہوجائیں تو اسلامیانِ پاکستان نہ صرف ایک زبردست طاقت بن سکتے ہیں بلکہ عالمِ اسلام کی قیادت کر سکتے ہیں۔

مختلف فرقوں کی تصنیفات سے قطع نظر اگر صرف کتاب و سُنّت پر سب کو دعوتِ اتحاد دی جائے تو تمام متنازعات نہ صرف دب جائیں گے بلکہ رفتہ رفتہ ختم ہوجائیں گے۔ آج کل توحید کے نام پر حکومتِ سعودیہ نے جو شدّت اختیار کر رکھی ہے اُس میں بھی اعتدال پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ توحید و رسالت کا تعلّق ظاہر و باطن کا ہے، جو توحید عظمت و احترامِ رسالت سے خالی ہے وُہ ابلیسی توحید ہے اور جو عظمت و احترامِ رسالت سے مزیّن ہے وُہ جبریلی توحید ہے، شاید یہی تصوّر تھا جس کو سامنے رکھ کر حکیم الاُمّت رحمۃ اللہ علیہ کو اعلان کرنا پڑا۔ ؎

لا الٰہ تیغ و دمِ اُو عبدہٗ
فاش تر خواہی بگو ہُو عبدہٗ

بہر حال ہم اپنے "چار نکاتی فارمولا" کا ایک بار اعادہ کرتے ہُوئے جہاں متفق علیہ مذہبی شخصیات (شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی ۹۵۸ھ۔ ۱۰۵۲ھ، شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی ۱۱۱۴ھ۔ ۱۱۷۶ھ اور شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی ۱۱۵۹ھ۔ ۱۲۳۹ھ) کی رہبری و راہنمائی کے بعد علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے "فیصلہ ہفت مسئلہ" کو بطور ——— قولِ فیصل پیش کرتے ہیں وہاں علماء دیوبند کے عقائد پر مشتمل رسالہ "المہند علی المفند" کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتے ہیں ان عقائد کا خصوصی تذکرہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہمارے مضمون کی دُوسری قسط (نوائے وقت مؤرخہ ۱۸؍ اگست ۱۹۸۴ء) میں جن عقائد کو درج کیا گیا ہے۔ اس سے کچھ حلقوں میں غلط فہمیاں

پیدا ہوگئی ہیں اور اکثر لوگ انہیں پڑھ کر مبہوت رہ گئے۔ خود ان فرقوں کے پابند لوگوں نے بھی معذرت خواہانہ انداز اختیار کر لیا۔ حاشا وکلا اِس بیان سے کسی گروہ کی تحقیر و تنقیص مقصود نہ تھی، ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اختلافات فروعی نہیں ـــــ اصولی ہیں۔ المہند کی اشاعت کے بعد تمام غلط فہمیاں دُور ہو جاتی ہیں اور موافقت کی راہ کھل جاتی ہے۔ بنا بریں اختلافی مسائل کی بابت عقائد علماء دیوبند مشمولہ المہند علی المفند کا اور اکابر علماء دیوبند کی دیگر تصانیف میں سے متعلقہ امور کا تذکرہ مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے ـــــ

(۱) "جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔"

(خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا: المہند علی المفند مطبوعہ کراچی، ص ۳۶)

۲۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے پیر و مرشد مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۹ھ) کو امداد کے لیے پکارتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

تم ہو اے نورِ محمد خاص محبوبِ خدا	ہند میں ہو نائبِ حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا	عشق کی پرسن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہِ نورِ محمد وقت ہے امداد کا	آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

(شمائم امدادیہ، ص ۸۳، امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق، ص ۱۱۶)

۳۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی (۱۲۴۸ھ۔ ۱۲۹۷ھ) بانی مدرسہ دیوبند "قصائد قاسمی" کے صفحہ ۵، ۸ پر لکھتے ہیں ؎

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا	نہیں ہے قاسمِ بے کس کا کوئی حامی کار
مگر کرے مری روح القدس مددگاری	تو اس کی مدح میں میں بھی کروں رقم اشعار
جو جبرئیل مدد پر ہو فکر کی میرے	تو آگے بڑھ کے کہوں اے جہان کے سردار

۴۔ "کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا۔ اور جو اس کا قائل ہو کہ

حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
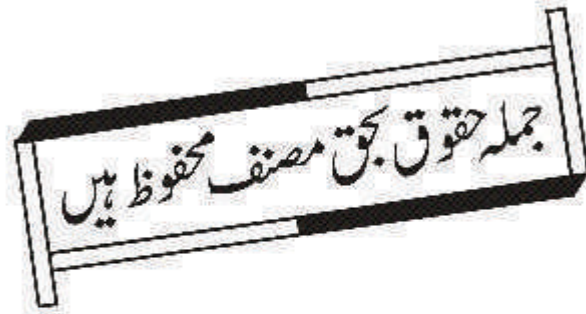
نام کتاب ــــــــــ حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ

بار اشاعت ــــــــــ اول

تاریخ طبع ــــــــــ اکتوبر 2012

تعداد ــــــــــ 1100

مطبع ــــــــــ دار الایمان پرنٹرز

باہتمام ــــــــــ احناف میڈیا سروس

ویب سائٹ ــــــــــ www.ahnafmedia.com

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

0321-6353540

دار الایمان فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

0321-4602218

اب جو جواب بریلوی دیں وہی ہماری طرف بھی سے قبول فرمالیں۔

آج سے کچھ عرصہ قبل مولوی عبدالستار خان نیازی صاحب جو بریلوی مسلک کے مقتدر رہنما تھے نے ایک آواز اُٹھائی کہ اُمت مسلمہ میں اتحاد و اتفاق پر زور دیا جائے اور اس سلسلہ میں وہ ایک کتاب لکھتے بھی نظر آتے ہیں۔ "اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت" مگر پڑھ کر افسوس ہوا کہ نام تو کیسا خوبصورت اور اندر سراسر بریلویت کی ترجمانی۔ بہرکیف...

انہوں نے چار نکاتی فارمولا پیش کیا تھا کہ اگر اس پر عمل کر لیا جائے تو پاکستان میں فرقہ واریت ختم ہو سکتی ہے۔ ہم ترتیب سے ہر شق کو لاتے ہیں پھر اس پر کچھ گفتگو عرض کریں گے۔

کہ اس فارمولے کے مخالف بھی بریلوی ہیں جو کہ امن و اتحاد و اتفاق نہیں چاہتے جو امریکہ سے ڈالر ہی اس بنیاد پر لے رہے ہوں کہ لڑائی اور فساد ڈلوانا ہے وہ کیسے اتفاق کریں گے۔ میں حیران ہوں کہ حاجی فضل کریم جیسے بریلوی زعماء ختم نبوت کے مقدس عنوان پر تحریک چلے تو اس کا ساتھ بھی نہیں دیتے تو پھر کب یہ اتفاق و اتحاد کریں گے؟ نیازی صاحب لکھتے ہیں:

اتحاد ملت کے چار نکات:

پاکستان کی تمام جماعتیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے افکار و نظریات پر اصولاً متفق ہیں لہٰذا ہم اپنے تمام متنازعہ فیہ امور ان کے عقائد و نظریات کی روشنی میں حل کریں۔

اتحاد بین المسلمین ص113

تبصرہ:

نیازی صاحب انتہائی معذرت و افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بریلوی دھرم میں ان حضرات کی تحریرات پر کفر اور ان پر گستاخ رسول ہونے کے فتاویٰ درج ہیں اور ان میں سے بعض تو آپ کے قلم کی زد میں بھی آگئے اب آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ان کو ثالث مانا جائے:

بغل میں چھری منہ میں رام رام ...والی بات ہی ہو گی کیونکہ:

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر بریلوی فتاوے جات:

1۔ بریلوی مذہب کی ریڑھ کی ہڈی جناب غلام مہر علی آف چشتیاں صاحب دیوبندی مذہب لکھتے ہیں:

سارے فساد کی جڑ مولوی شیخ احمد معروف بہ شاہ ولی اللہ دہلوی اور وہی سارنگی بجانے والے اس کے بیٹے رفیع الدین و عبدالقادر ہیں ....وہی مولوی احمد الضدان یجتمعان کا حیرت انگیز ہیولیٰ تھے اول سنی پھر نجدی۔

معرکۃ الذنب ص7،8

آگے لکھتے ہیں:

خواجہ اللہ بخش تونسوی فرمایا کرتے تھے کہ شاہ ولی اللہ نے ہگا شاہ عبدالعزیز نے اس پر مٹی ڈالی مگر اسماعیل نے اسے ننگا کرکے سارے ملک کو متعفن کر دیا۔

معرکۃ الذنب ص8

آگے لکھتے ہیں:

قرآن مجید کا فارسی و اردو میں غلط ترجمہ کرنے والوں میں اس سارے فساد

کی جڑ مولوی شیخ احمد الملقب بہ شاہ ولی اللہ۔

معرکۃ الذنب ص15

مولوی عمر اچھروی صاحب نے مقیاس حنفیت کے ص 577، 576 پر شاہ صاحب کو وہابی لکھا ہے اور وہابی بریلویوں کی زبان میں گستاخ رسول کو کہتے ہیں۔

جیسے بریلوی عالم جلال الدین امجدی لکھتے ہیں:

جس طرح حنفی شافعی اور رضوی میں نسبت ملحوظ ہے اس طرح وہابی میں نسبت ملحوظ نہیں بلکہ اب وہ نام ہے گستاخ رسول کا جیسے کہ لوطی میں لوط علیہ السلام کی طرف نسبت ملحوظ نہیں بلکہ وہ نام ہے لواطت کرنے والے کا۔

فتاویٰ فیض الرسول ص 261، ج3

تو شاہ ولی اللہ کو گستاخ رسول بنایا گیا۔

مفتی اقتدار احمد خان نعیمی لکھتے ہیں :

لایعنی لغو اور کذب باتوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور خواجہ حسن نظامی دہلوی کو معاشرہ علمیہ میں مشکوک بنا دیا کہ پتہ نہیں لگتا کہ یہ لوگ سنی ہیں یا شیعہ یا وہابی ان لوگوں نے اپنی کتب میں کوئی بات شیعہ نوازی میں کہہ کر شیعہ فرقہ کو خوش کر دیا کوئی بات وہابیوں کی تائید میں کر دی اس کج روی کی بناء پر مشکوک لوگ اہل سنت کے لیے قابل سند نہیں رہے۔

تنقیدات علی مطبوعات ص148

اور تقریباً یہی بات ص72 پر بھی لکھی ہے۔

بریلوی جید عالم محمود احمد قادری لکھتے ہیں:

جس طرح مرزا قادیانی دجال کو اس کی در ثمین نہیں بچا سکتی اسی طرح شاہ

ولی اللہ کو بھی اس کی در ثمین نہیں بچا سکتی۔

ریحان المقربین ص52

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

شاہ ولی اللہ کی وہابیت کی وضاحت تو ہم پیر طریقت مناظر اعظم حضرت مولانا محمد عمر صاحب کی کتاب مقیاس حنفیت سے کر چکے ہیں۔ اب شاہ ولی اللہ کی شیعت کے بارے میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ریحان المقربین ص89،90

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ والضحیٰ کی آیت نمبر 7 کے ترجمہ میں یوں لکھتے ہیں۔

ویافت ترا راہ گم کردہ یعنی شریعت نمی دانستی پس رہ نمود

"اور پایا تجھے راہ گم کردہ یعنی آپ شریعت کو نہیں جانتے تھے پس آپ کو راہ دکھائی۔

ترجمہ شاہ ولی اللہ

تو اس پر بریلوی علامہ وجاہت رسول قادری لکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ کہنا کہ بھٹکا ہوا گم کردہ راہ ہے صاف اور صریح گستاخی ہے۔

انوار کنز الایمان ص531

شاہ ولی اللہ سورۃ فتح کی آیت نمبر 2 کا ترجمہ یوں کیا۔

بیا مرزد ترا خدا آنچہ کہ سابق گذشت از گناہ تو وا آنچہ پس ماند

ترجمہ:شاہ صاحب

یعنی فتح یہ ہے کہ خدا نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔

اور جن بزرگوں کو نیازی صاحب ثالث مان رہے تھے ان میں سے ایک شیخ عبد الحق محدث دہلوی بھی ہیں۔

وہ یوں لکھتے ہیں:

آمرزیدہ شدہ است برائے تو همه گناهان تو آنچه پیش رفته بود و آنچه پس آمده

اشعۃ اللمعات ج1، ص554، باب التحریض علی الکلام

جس کا ترجمہ اوپر والے ترجمہ کے قریب قریب ہے۔

جبکہ نیازی صاحب خود اس پر فتویٰ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس آیت میں مترجمین نے خطاؤں اور گناہوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک معصوم عن الخطاء سے منسوب کر دیا ہے جو صریحاً عصمت انبیاء پر حملہ ہے۔

انوار کنز الایمان ص823

مولوی محبوب علی خان قادری برکاتی صاحب لکھتے ہیں:

یہ سارے مترجمین ترجمہ قرآن سے قطعاً نابلد ہیں ورنہ جان بوجھ کر کفریات کے پھنکے لگائے ہیں۔

نجوم شہابیہ ص67،68

اسی طرح کے کئی فتاویٰ پیش کیے جاسکتے ہیں۔ جو ہم آگے نقل کریں گے۔

سوال یہ ہے نیازی صاحب جس شخصیت پر آپ کو خود اعتماد نہیں ہے لوگوں کو کیوں بتارہے ہیں کہ معتمد ہے۔

القصہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ پر عقائد و اعمال کا تصفیہ کرنے کے لیے بریلوی زعماء کسی قیمت پر تیار نہیں۔

اب آیئے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی طرف۔

مولوی عمر اچھروی شاہ ولی اللہ پر کئی الزام لگاتے ہیں۔

1۔ اپنے والد کا عطیہ کھو بیٹھے۔

2۔ بزرگوں کی شان میں ہتک آمیز کلمات کہے۔

3۔ انبیاء و اولیاء کی توہین کی۔

4۔ وہابی ہو چکا ہے۔

5۔ تمام علماء نے فتویٰ کفر ان پر صادر کیا۔

6۔ بڑی مذہبی مجرم تھے۔

7۔ ان کے اثرات شاہ عبد العزیز پر بھی تھے۔

ملخصاً۔ مقیاس حنفیت ص577، 578

مفتی اقتدار احمد نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

اہل علم حضرات فرماتے ہیں۔ چار حضرات کی باتیں قابل تحقیق ہیں اکثر غلط ثابت ہوتی ہیں۔

1۔ شاہ ولی اللہ　　2۔ شاہ عبد العزیز

تنقیدات علی مطبوعات ص72

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

رہا شاہ عبد العزیز کا جواز لکھ دینا تو قرآن و حدیث فقہاء عظام کے مقابل ان چاروں کی حیثیت ہی کیا ہے۔ ان کا تو اپنا کوئی مضبوط نظریہ نہیں۔

تنقیدات علی مطبوعات ص123

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

عبد العزیز خود مشکوک شخصیت ہیں۔

تنقید ات علی مطبوعات ص180

ہاں جی نیازی صاحب جس کو آپ کو گھر کے لوگ نہیں مانتے۔ آپ اسے ثالث بنانے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ پہلے ان سے تو مشورہ کر لیا ہوتا۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور بریلویت

مفتی اقتدار احمد خان نعیمی لکھتے ہیں:

مدارج کے مصنف شیخ عبد الحق محدث دہلوی نہ فقہاء میں شامل نہ صوفیاء میں بلکہ آپ محدثین میں سے ہیں۔ شریعت کی دلیل نہ صوفی کا قول نہ محدث کا۔

العطایا الاحمدیہ ج2، ص68

بریلوی علامہ غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:

شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی تمام تر علمی خدمات اور عظمتوں کے باوجود بشر اور انسان تھے۔ نبی ورسول نہ تھے ان کی رائے میں خطاء ہو سکتی ہے نیز ان کو ایک محدث کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔ ان کو فقیہ نہیں مانا گیا اور ان کی کسی کتاب کو کتب فتاویٰ میں شمار کیا گیا ہے۔

شرح مسلم ج1، ص930، 931

شیخ دہلوی یوں لکھتے ہیں:

مکر خدا آں است کہ بندہ را در معصیت گزار دو ابواب ناز و نعمت بروی او بکشاید تا مغرور شود و غافل گردد ناگاہ بگیر دش۔

تکمیل الایمان فارسی ص188

یعنی خدا کا مکر یہ ہے کہ بندہ کو معصیت میں چھوڑ دے اور ناز و نعمت کے

دروازے اس پر کھول دے تا کہ وہ مغرور وغافل ہو جائے اور اچانک اس کو پکڑ لے۔

جبکہ نیازی صاحب آپ نے تو یہ لکھا ہے کہ:

مکر اور داؤ جیسے الفاظ کا استعمال صریح گستاخی اور دریدہ دہنی کا مظاہرہ ہے۔

انوار کنزالایمان ص816

اور مولوی محبوب علی خان قادری برکاتی لکھتے ہیں:

جو اللہ تعالیٰ کو کسی ایسی صفت کے ساتھ متصف کرے جو اس کے لائق نہیں جیسے مکر............... تو کافر ہو گیا ہے۔

نجوم شہابیہ ص69

نیازی صاحب جس شخصیت کو آپ کافر تک قرار دیں اسے ثالث کیسے قرار رہے ہیں۔ بہر حال ہم نے آپ کو آئینہ دکھا دیا ہے۔

آگے آیئے دیکھیے:

نیازی صاحب دوسرا نکتہ لکھتے ہیں:

اگر تمام مکاتب فکر کے علماء اور متبعین حاجی صاحب کی تصنیف ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ کو حکم مان لیں تو فرقہ وارانہ اختلافات چشم زدن میں ختم ہو سکتے ہیں۔

اتحاد بین المسلمین ص114

اس پر قدرے کفایت گفتگو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔

آگے نیازی صاحب لکھتے ہیں نکتہ نمبر 3 کے عنوان سے کہ:

علماء دیوبند المہند میں درج شدہ فیصلوں کو اختلافی مسائل میں نافذ العمل کر لیں تو تمام متنازعہ عقائد و نظریات کا نہایت معقول و مدلل جواب مل سکتا ہے۔

اتحاد بین المسلمین ص115

ہم المہند علی المفند سے چند باتیں پیش کرتے ہیں۔ جن کو پڑھ کر آپ بخوبی اندازہ لگائیں گے نیازی صاحب اس میں بھی مخلص نہیں کیوں کہ اسی المہند میں لکھا ہے:

اگر ہندی کسی شخص کو وہابی کہتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے۔ سنت پر عمل کرتا ہے۔ بدعت سے بچتا ہے اور معصیت کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

المہند ص32

حضرت قطب الارشاد گنگوہی کا نام یوں ہے۔
شیخ شمس العلماء حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی قدس سرہ

المہند ص3

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا نام یوں لکھا ہے۔
شیخ و مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔

المہند ص51

اسی جگہ آپ علیہ السلام کو موصوف بالذات اور باقی انبیاء کو موصوف بالعرض بھی لکھا ہے۔(اس کی تشریح آگے آئے گی۔)
اسی جگہ آپ کا خاتم الانبیاء دو طرح سے لکھا ہے۔

1۔ زمان کے اعتبار سے۔

2۔ مرتبے کے اعتبار سے۔

اسی المہند علی المفند میں یوں بھی ہے کہ:

مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے

نہیں۔

المہند ص60

یعنی براہین قاطعہ کی عبارت میں بریلویوں نے تحریف کی ہے۔

اسی المہند کے ص 61 پر حضرت تھانوی پر حسام الحرمین میں جو الزام لگایا گیااس کاجواب یوں ہے۔ یہ بھی مبتدعین کاایک افتراءاور جھوٹ ہے۔

اسی المہند کے ص 71 پر حضرت گنگوہی پر حسام الحرمین میں جو الزام لگایا گیاتھااس کے جواب میں یوں لکھاہے۔

علامہ زماں یکتائے دوراں شیخ اجل مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف مبتدعین نے جو یہ منسوب کیاہے کہ آپ نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے جھوٹ بولنے اور ایسے کہنے والے کو گمراہ نہ کہنے کے قائل ہے۔ یہ بالکل آپ پر جھوٹ بولا گیا۔

اسی المہند میں ص78 پریوں بریلویوں کے متعلق لکھاہے۔:

اس معاملہ میں ہماری اوران کی مثال معتزلہ اوراہل سنت کی سی ہے۔

یعنی بریلوی معتزلہ ہیں۔

اسی المہند حسام الحرمین وغیرہا اعتراضات کے متعلق جو اکابر اہل السنۃ پر ہوئے یوں لکھاہے:

مبتدعین کامقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے جہلاء کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین کے علماء ومفتی واشراف وقاضی وروٴسا کو ہم پر متنفر بنائیں کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اہل عرب ہندی زبان اچھی طرح نہیں جانتے بلکہ ان تک ہندی رسائل وکتابیں پہونچتی بھی نہیں۔اس لیے ہم پر جھوٹے افتراء باندھے سو خدا ہی سے مدد

درکار ہے۔

المہند ص86

تو کیا نیازی اینڈ کمپنی ان باتوں کو قبول کرنے کے لیے تیار ہے اگر نہیں مانتے تو فسادی یہی ہوئے نہ کہ ہم، اور اتحاد کے فارمولے بتانے میں بھی اندر سے جھوٹے ہوئے۔

چوتھا نکتہ ملاحظہ ہو، نیازی صاحب لکھتے ہیں:

بہر حال پلیٹ فارم پر بحث و مناظر کا بازار گرم نہ کیا جائے اور تکفیر و تفسیق اور طعن و تشنیع سے کلی احتراز کیا جائے۔

اتحاد بین المسلمین ص116

اس سے بھی انکار بریلوی علماء کو ہے۔

چونکہ جگہ جگہ اکابر اہل السنۃ دیوبند پر بریلوی علماء کیچڑ اچھالتے نظر آتے ہیں تو نیازی صاحب کے اصول اتحاد سے مخالفت و مخاصمت بریلوی علماء و زعماء کو ہے۔ اعتصام بالکتاب اور اتحاد اُمت مسلمہ سے مفر و انکار بریلویت کو ہی ہے۔